محمد سہیل اقبال
ایم ایس سکالر (اُردو)، شعبہ اردو
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

سوفی کی دنیا اور روایات فلسفہ کا موضوعاتی مطالعہ

Sophie's World and Riwayat-e-Falsafa both present popular concepts in Philosophy in two different ways. Sophie's World has an interesting and story like description of philosophy while Riwayat-e-Phalsafa has the traditional description. Riwyat-e-Falsafa takes its start with a description of materialism while Sophie's World begins with a simple question, "Who you are? The book Sophie's World investigates even the basic nature of philosophy and basic requirement to be a philosopher while such topics have no touch in Riwyat-e-Falsafa. The current study aims at comparing and contrasting two books. The differences in the descriptive style of mentioned books and the contents of these books have been explored in this research.

ان کتابوں کے موضوعاتی مطالعہ سے پہلے فلسفہ کی اہمیت جاننا ضروری ہے، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ فلسفہ کیوں ضروری ہے، اس کی اہمیت کیا ہے، اور یہ کہ فلسفے سے ابھی تک کیا نتائج حاصل کیے ہیں۔ میں کون ہوں؟ میری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ یہ کائنات کس طرح وجود میں آئی؟ زندگی اور موت کے پیچھے کیا حقیقت کارفرما ہے؟ مرنے کے بعد انسان کہاں چلا جاتا ہے؟ یہ سب سوالات فلسفے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے تمام سوالات کے جواب تلاش کرنے کے لیے فلسفہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ فلسفے کی اہمیت کو برٹرینڈ رسل اپنی کتاب مسائل فلسفہ میں بیان کرتے ہیں۔

> اگر فلسفے کی اہمیت دریافت کرنے میں ہم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو سب سے پہلے ان تعصّبات سے رستگاری حاصل کرنا ضروری ہے جو نام نہاد عملی لوگوں کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ عرف عام میں عملی لوگ وہ ہوتے جو صرف مادی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کو جسم کے لیے خوراک چاہیے لیکن اس لازمی حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ اس کے ذہن اور روح کو بھی خوراک مہیا ہونی چاہیے.....فلسفے کی اہمیت کو ذہنی خوبیوں میں ہی تلاش کیا جا سکتا ہے، یہ کہ مطالعہ فلسفہ محض تضیع اوقات کا نام نہیں ہے.....اس بات کا یقین ان لوگوں کو ہی دلایا جا سکتا ہے جو ان خوبیوں سے اپنے آپ کو لاتعلق نہیں سمجھتے۔ ۱

فلسفے پر بات کی جاے اور مادہ کا ذکر نہ ہو،ایسا ممکن نہیں، کیونکہ فلسفے کا آغاز ہی مادہ کے سوال سے ہوتا ہے۔یعنی مادہ اور ذہن کا آپس میں کیا تعلق ہے ۔فلسفے کا سب سے بڑا سوال ہی یہی ہے،اس کے بعد فلسفے کے دوسرے در کھلتے ہیں ۔اس حوالے سے اشفاق سلیم مرزا اپنی کتاب فلسفہ کیا ہے:ایک نئی مادی تعبیر:میں لکھتے ہیں :

> اگر میں یہاں یہ کہوں کہ فلسفہ زمین اور باقی کائنات کے مابین ربط کے حوالے سے حقیقتوں کو تلاش کرنے کی انسانی ذہنی کاوش کا نام ہے تو اس سے میرا مقصد یہ ہو گا کہ مادے اور ذہن کے درمیان رشتہ ہی وہ بڑا سوال ہے جس سے فلسفہ نبرد آزما ہو رہا ہوتا ہے،میرے نزدیک مادے کی اولیت کو تسلیم کرنے سے ہی فلسفہ کا آغاز ہوا۔ اس لیے وہ تمام مفکر،جو مادے کی اولیت اور بنیادی حقیقت کو تسلیم کرکے باقی کائناتی،سماجی،اور اقتصادی حقیقتوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں،فلسفی کہلانے کے حقدار ہیں ۔۲

فلسفے کو لکھنا، پڑھنا،اور سمجھنا،تینوں مشکل کام ہیں۔لیکن اس کام کو جوسٹین گارڈر نے آسان کر دیا ہے۔جوسٹین گارڈر کا ناول سوفی کی دنیا فلسفے کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔جوسٹین گارڈر کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مغرب کے تمام فلسفے کو ارتقا کے ساتھ بڑی مہارت سے ایک کہانی کے ذریعے بیان کیا گیا ہے تا کہ فلسفے کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔فلسفے کو سمجھنے کے لیے اس سے آسان اور کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔

سوفی کی دنیا میں مغرب کے ہر فلاسفر کو الگ سے پیش کیا گیا ہے،اور چونکہ فلسفے کو کہانی کے ذریعے پیش کیا گیا ہے اس لیے دلچسپی کا عنصر زیادہ بڑھ گیا ہے۔جبکہ علی عباس جلالپوری نے فلسفے کو روایتی طریقے سے پیش کیا ہے۔اس لیے روایات فلسفہ کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

سوفی کی دنیا میں فلسفے کا آغاز اس سوال سے ہوتا ہے''تم کون ہو'' یہ سوال ،سوفی امنڈسین کو ایک پوسٹ کارڈ پر ایک غائبانہ ٹیچر کی طرف سے وصول ہوتا ہے۔جوسٹین گارڈر لکھتے ہیں ۔

> جونہی سوفی نے اپنے پیچھے گیٹ بند کیا ،اس نے لفافہ کھول لیا۔اس کاغذ کا صرف ایک پرزہ تھا،اور وہ لفافے سے بڑا نہیں تھا۔اس پر تحریر تھا تم کون ہو؟ ہاتھ سے لکھے ہوے ان الفاظ کے، ماسوائے جن کے آخر میں بڑا سا سوالیہ نشان لگا ہوا تھا،اور کچھ نہیں تھا۔۳

اس سوال کے ساتھ کئی اور سوال بھی جڑے ہوئے ہیں مثلا،انسان کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ موت کے بعد زندگی کا امکان ہے؟ کبھی سوفی کی دادی بھی تو زندہ تھی ،مرنے کے بعد وہ کہاں چلی گئی؟اس کے بعد ایک اور سوال وصول ہوتا ہے کہ'' یہ دنیا کہاں سے آئی ہے؟'' جوسٹین گارڈر لکھتے ہیں

> اسے ذرا بھی معلوم نہیں تھا۔وہ اتنا ضرور جانتی تھی،دنیا خلا میں محض چھوٹا سا سیارہ ہے۔لیکن خلا کہاں سے آیا تھا؟ عین ممکن ہے کہ خلا ہمیشہ سے موجود رہا ہو۔اور اگر یہ بات درست ہے پھر اسے یہ بات سلجھانے کی ضرورت نہیں رہے گی،کہ یہ کہاں سے آیا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کوئی چیز ہمیشہ سے موجود ہوسکتی ہے؟ لیکن اس کے باطن کی گہرائیوں میں کوئی چیز اس تصور کے خلاف احتجاج کر رہی تھی۔یقیناً ہر اس چیز کی

،جو موجود ہے،کوئی نہ کوئی ابتدا ہوگی؟ چنانچہ خلا کسی زمانے میں کسی دوسری چیز سے تخلیق کیا گیا ہوگا۔۴

سوفی کی دنیا میں خود فلسفے کے متعلق بھی سوال اٹھایا گیا ہے کہ ''فلسفہ کیا ہے؟'' اور بتایا گیا ہے کہ فلسفے تک رسائی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ فلسفیانہ سوالات پر غور کیا جاے،اور مزید یہ کہ ایک اچھا فلسفی بننے کے لیے تحیر کی صلاحیت ضروری ہے۔جبکہ روایات فلسفہ میں یہ عناصر موجود نہیں ہیں۔

سوفی کی دنیا میں اساطیر کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے،اور اس کو نیکی اور بدی کی قوتوں کے مابین نازک توازن کا نام دیا گیا ہے۔دنیا کا شاید سب سے پہلا فلسفہ،مذہب،اور سائنس،اساطیر ہی تھی۔لوگ اس اساطیر سے خوف زدہ بھی رہتے اور اساطیری دنیا کے سخت قائل بھی تھے۔اساطیر سے اگلہ مرحلہ مذہب کا ہے،لیکن اس دور کے مذہب پر اساطیری طلسمات کا بہت گہرا اثر تھا۔

یہ زمانہ مسیح کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ان اساطیر میں اپنے دور کی زندگی کو پیش کیا جاتا تھا۔اس کے ساتھ زندگی،فطرت،مذہب،جادو،نیکی اور بدی کے تصورات منسلک ہیں۔

سوفی کی دنیا میں طبعی فلسفیوں پر بھی بات کی گئی ہے۔یعنی جو فلسفی طبعی دنیا اور فطرت سے تعلق رکھتا ہو۔اس فلسفے میں مادہ کی اہمیت کے بارے میں جانا جاتا ہے،یعنی کیا کوئی ایسا مادہ موجود ہے۔جس سے باقی چیزیں وجود میں آئیں ہوں،مثلا کائنات کس سے بنی ہے؟پودے،اور جانور کس طرح وجود میں آئے ہیں۔سوفی کی دنیا میں فلسفیوں کے حالات زندگی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ان فلسفیوں میں اناکسی مینڈر،Anaximander،پارمینڈ دلیس(Parmenides)ہیراقلیتس،انکسا گورس(Anaxagoras)اور ایمپی ڈوکلس قابل ذکر ہیں۔

سوفی کی دنیا میں جوسٹین گارڈر نے جوہریت(Atom) کے فلسفے کو بھی احسن طریقے سے پیش کیا ہے ایک وقت تھا جب ایٹم کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ ایٹم نا قابل تقسیم ہے،لیکن سائنس نے فلسفے کے بہت سے مسائل کو حل کر دیا ہے۔بعد میں ردرفورڈ نے ایٹم کو توڑ کر اس فلسفے کو بھی حل کر دیا۔ایٹم پر بات کرتے ہوے جوسٹین گارڈ بیان کرتے ہیں۔

> جب کوئی جسم۔۔۔مثلا انسان یا جانور کا۔۔۔مرجاتا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ایٹم منتشر ہو جاتے ہی،انہیں دوبارہ نئے اجسام (تشکیل) میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ایٹم خلا میں متحرک رہتے ہیں لیکن چونکہ ان کے ہک (Hooks) اور آنکڑے(Barks)ہوتے ہیں،وہ آپس میں مل کر وہ تمام اشیا بنا سکتے ہیں،جو ہمیں اپنے گرد و پیش نظر آتی ہیں۔۵

جوسٹین گارڈر نے تقدیر کے فلسفے کو بھی عمدہ طریقے سے پیش کیا ہے۔اس حوالے سے سوفی امنڈسین سے جو سوالات پوچھے گیے تھے،ان میں سے تقدیر پر یقین رکھنا،بیماریوں کو دیوتاوں کی طرف سے سزا تصور کرنا،اور یہ کہ تاریخ کے راستے کے کونسے ذرائع ہیں،یعنی تاریخ کا راستہ کونسی قوتیں متعین کرتی ہیں۔تقدیر کے مسئلے کو Oedipus Rex, میں بھی اچھے طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

سقراط کے فلسفے کو بھی جوسٹین گارڈر نے ایک ذیلی عنوان کے ساتھ'' عقل مند وہ ہے جو جانتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا'' کے عنوان سے پیش کیا ہے۔لیکن اس جملے سے ہی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ جانتا تو ہے کہ وہ نہیں جانتا۔سقراط کے فلسفے کے جن نکات کو پیش کیا گیا ہے ان میں یہ بھی موجود ہے کہ کیا کوئی ایسی چیز ہے جسے فطری کہا جا سکے ۔اس کے علاوہ اہم سوال یہ ہے کہ بصیرت کہاں سے آتی ہے؟ روایات فلسفہ ' کی طرح سوفی کی دنیا میں بھی سقراط، افلاطون، ارسطو کا ذکر ہے۔رواقیت کا فلسفہ بھی دونوں کتابوں کا موضوع بحث ہے۔دونوں مصنفین نے نو فلاطونیت پر بھی کافی بحث کی ہے۔لیکن سوفی کی دنیا میں ،دوثقافتیں،ہند یورپی اقوام کی تاریخ،سامی قوم،پال،عقائد،قرون وسطی کا دور،نشاۃ ثانیہ، کے ادوار کے فلسفے بھی شامل بحث ہیں۔جن کا ذکر روایات فلسفہ میں نہیں ملتا۔اس کے علاوہ'' سوفی کی دنیا''میں جن فلاسفروں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں،ڈیکارٹ،سپنوزا، لوک، ہیوم، بارکلی، کانٹ، ہیگل، مارکس، ڈارون، فرائیڈ،قابل ذکر ہیں۔ان سب کا تذکرہ روایات فلسفہ میں بھی موجود ہے۔

علی عباس جلالپوری نے سب سے پہلے مادیت پسندی کو بیان کیا ہے ،کہ مادیت پسندی کی ا صطلاح کیا ہے۔علی عباس جلالپوری اپنی کتاب روایات فلسفہ میں مادیت پسندی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

> ہمارے زمانے کے ایک جرمن فلسفی''ایوکن'' نے کہا ہے کہ مادیت پسندی کی اصطلاح تاریخ فلسفہ میں سب سے پہلے رابرڈ بوئل نے ۱۶۷۴ء میں وضع کی تھی۔لیکن مادیت پسندی کا انداز نظرا تنا ہی قدیم ہے، جتنا کہ خود فلسفہ۔فلسفے کا آغاز ہی مادیت پسندی سے ہوا تھا۔چنانچہ ابتدائی دور کے آیونی فلسفہ کو ہیولائی کہا گیا ہے ،جس کا لغوی معنی مادیت پسندی ہی ہے۔۶

شروع کے دور میں کیونکہ لوگوں کی کوئی ذہنی تربیت نہ تھی،کوئی خاص علم نہ تھا،اور یہ کہ لوگوں میں غور وفکر کی صلاحیت یا تو بلکل ہی نہ تھی ،یا غور وفکر کی عادی نہ تھے،اس وجہ سے اس دور کے انسانوں کوسنگین مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑااس دور کی سب سے اہم بات یہ تھی،لوگوں کا جادو پر یقین بڑا پختہ تھا،اور فطرت کی تبدیلیوں کوجادو کے زیر اثر دیکھنے کے عادی تھے۔اس کے بعد بڑی تبدیلی یہ ہوئی کہ چند لوگوں نے جادو کی دنیا سے نکل کر مذہب کی دنیا آباد کی،اور چیزوں کو مذہب کی عینک سے دیکھنا شروع کر دیا،لیکن یہ ساری باتیں قدیم دور سے تعلق رکھتی ہیں اس کے بعد رویات فلسفہ میں جس فلاسفر کو بیان کیا ہے،وہ طالیس ہے۔جس نے علم الاصنام کونظر انداز کر کے کائنات کو ایک نئے انداز سے دیکھنا شروع کیا،اور اپنا مشہور'' آبی فلسفہ'' پیش کیا کہ یہ کائنات پانی سے بنی ہے۔لیکن اس کے بعد چند اور بڑے نام آتے ہیں ،جن میں ایک نام انا کسی مینڈر کا ہے،جس نے ان کے آبی فلسفے کو رد کیا ،اور کائنات کو ایک زندہ شے قرار دیا۔ان کے نظریات ڈارون کے نظریات کے بہت قریب ہیں۔علی عباس جلالپوری روایات فلسفہ میں بیان کرتے ہیں

> طالیس کی پیروی میں دوسرے اہل علم نے بھی تکوین عالم کے طبیعی اسباب کی جستجو کی۔ریاست ملیٹس کے شہری،انا کسی مینڈر نے کہا کہ کائنات پانی سے نہیں بنی۔ بلکہ یہ ایک لا محدود زندہ شے ہے۔ابتدا میں حرکت

کے باعث اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے،اور کائنات کے مظاہر عالم وجود میں آئے۔اناکسی مینڈر کو ڈارون کا پیش رو کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے ماحول سے موافقت اور بقائے اصلح کے ابتدائی اصول پیش کیے تھے۔ ۷

اس کے بعد کے فلسفے میں ہیریقلیتس کے فلسفہ کا ذکر آتا ہے۔اس نے دعویٰ کیا تھا کہ کائنات آگ سے بنی ہے۔روایات فلسفہ میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ عالم ہر ایک کے لیے ایک جیسا ہے۔اسے کسی دیوتا یا انسان نے نہیں بنایا۔یہ ہمیشہ سے ہے اور ابدی آتش کی صورت میں ہمیشہ رہے گا۔اس کے بعض حصے روشن ہوتے رہتے ہیں اور بعض بجھتے رہتے ہیں۔۸

اس کے بعد ایمپی ڈوکلس کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس نے عناصر اربعہ کا نظریہ پیش کیا تھا۔اس نے کہا کہ عالم آگ،ہوا،مٹی،اور پانی سے بنا ہے۔روایات فلسفہ میں ایک اور مشہور فلسفی کا ذکر کیا گیا ہے،جس نے آفاقی ذہن کا نظریہ پیش کیا تھا۔یہ فلسفی اناکسا غورث تھے۔ان کے ہاں آفاقی ذہن کا مطلب (نوس) یعنی غیر مادی ہے۔ان کے اس فلسفے سے کئی فلسفی متفق تھے،جن میں (زیلر)اور (ارڈمان) نمایاں ہیں،جبکہ گروٹ اور برنٹ جیسے فلاسفر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نوس مادی اور طبعی قوت ہے۔ ماقبل سقراط کے فلسفے کا جائزہ لیا جائے تو اس دور کے فلسفے کے اہم نکات میں مادہ کا تصور بہت اہم رہا ہے،جس کو ہر فلاسفر نے اپنے نقطہ نظر سے دیکھا اور پرکھا ہے۔ان کے ہاں مادہ وہ ہے جو مکان میں موجود ہے۔

مادہ کے بارے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مادہ غیر فانی ہے۔لیکن بہت سے فلاسفر اس بات کے بھی قائل ہیں کہ مادہ میں حرکت کی صلاحیت موجود ہے۔سقراط سے قبل کے فلسفے میں کائنات کے بارے میں بہت سی معلومات مہیا کی گئی ہیں۔اس کے بعد سقراط اور ارسطو نے سوفسطائیوں کی بہت مخالفت کی،اس ساری صورت حال کو علی عباس جلالپوری اپنی کتاب روایات فلسفہ' میں بیان کرتے ہیں

سقراط سے پہلے کے فلسفہ نے کائنات کے مشائدے اور آفاقی مسائل کی تحقیق پر زور دیا تھا،سوفسطائیوں نے انسان اور اس کے مسائل کو تحقیق علمی کا موضوع قرار دیا تھا۔سقراط نے سوفسطائیوں کے تشکک کے خلاف کمر ہمت باندھی تھی وہ بڑی حد تک اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن ایک پہلو سے وہ خود بھی سو فسطائی تھا۔یعنی اس نے بھی انہی کی طرح انسان اور اخلاقیات کو موضوع فکر قرار دیا۔۹

روایات فلسفہ میں ایک اور فلاسفر زینو کا ذکر آتا ہے،جو رواقیت کا بانی تھا۔رواقیت اخلاقی تعلیم پر مشتمل فلسفہ سمجھا جاتا ہے۔ان کا یہ بھی نظریہ تھا کہ علم صرف جسمانی حواس سے حاصل ہوسکتا ہے،اس لیے حقیقت کے زمرے میں صرف وہ ہی چیز آتی ہے جس کو حواس جان سکیں ،اور دراصل یہی مادہ ہے۔ان کے فلسفے کے مطابق روح اور خدا بھی مادی ہیں۔ مادیت پسندی کے بعد دوسرا فلسفہ مثالیت پسندی کا تھا۔دونوں فلسفے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔کیونکہ مادیت پسندوں کے خیال میں مادہ حقیقی ہے اور ذہن اس کی پیداوار ،جبکہ مثالیت پسندوں میں ذہن حقیقی ہے اور مادہ اس کا عکس

ہے۔مشالیت پسندوں میں ایک فلاسفر فیثا غورث ہے،جو شروع میں عارفی مت سے تعلق رکھتا تھا۔یہ بھی ان کا فلسفہ تھا کہ اس دنیا میں انسان اجنبی ہے،اور مزید یہ کہ جسم روح کا مزار ہے۔فیثا غورث نے علم ریاضی کو خاص اہمیت دی ۔

مشالیت پسندوں میں زینو الیاطی اور پارمینیڈ کے نام بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں،دونوں مابعد الطبیعات اور جدلیات کے بانی ہیں۔ان کے مطابق کائنات ایک کل ہے اور زبان غیر حقیقی ہے۔ روایات فلسفہ میں سقراط اور افلاطون کا ذکر کافی تفصیل سے کیا گیا ہے۔اگر افلاطون کے فلسفے کا ذکر کیا جاے تو ان کے مطابق عالم دو ہیں،ظاہری اور حقیقی،امثال حقیقی اور ابدی ہیں ،عالم مثالی حقیقی ہے اوراس کے ساتھ مادہ کا بھی وجود ہے،زبان غیر حقیقی ہے ،وقت کا کوئی آغاز یا انجام نہیں،کائنات با معنی ہے، انسانی روح مادہ میں گرفتار ہے اور کائنات ایک کل ہے۔ مشالیت پسندوں میں ارسطو، ڈیکارٹ، ڈیکارٹ کا فلسفہ تشکک،ہولباخ،جارج بار کلے،کانٹ،اور ہیگل قابل ذکر ہیں۔

مشالیت پسندوں کے بعد روایات فلسفہ میں نوفلاطونیت کا ذکر کیا گیا ہے۔علی عباس جلالپوری نے اس کا ذکر کافی تفصیل سے کیا ہے ۔یہاں سکندراعظم کا بھی ذکر کیا گیا ہے،جو ارسطو کا شاگرد تھا،لیکن وہم پرستی کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت اپنے ساتھ کاہنوں کی ایک جماعت رکھتا تھا۔اس کے بعد رواقیت،مذہبیت،فلو یہودی،فلاطینوس قابل ذکر ہیں۔

روایات فلسفہ میں تجربیت،اور دوسری تحریکوں کا بھی حوالہ موجود ہے۔اس دور کے فلسفے میں حسیات اور عقل استدلالی بہت اہم رہی ہیں ۔یونان کے لوگ تو حسیات کو علم انسانی کا ایک بڑا ذریعہ سمجھتے تھے۔جبکہ ان کے مقابل ذہن اور مشائدہ کا فلسفہ بھی موجود تھا۔بیکن کا نام اس لحاظ سے اہم ہے کہ انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ علم کے ذرائع حسیات ہیں یا علم صرف تجربات سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ان کے اس سوال نے ہی تجربیت کی بنیاد رکھی۔

اس تحریک سے متعلقہ لوگوں میں لاک کا سیاسی فلسفہ بھی موجود ہے،جس کے مطابق ہر شخص پیدائشی طور پر چند بنیادی حقوق رکھتا ہے،جن میں زندہ رہنا،آزادی ،اور حصول املاک کا حق اہم ہیں۔

روایات فلسفہ میں ہیوم کا فلسفہ تشکک بہت اہمیت کا حامل ہے،جبکہ بار کلے نے اس کے فلسفے کو کمال درجے تک پہنچایا۔ان کے ساتھ ہی ہمیں فرانس کے فلاسفر اگست کونت،سٹوارٹ مل کے نام نظر آتے ہیں۔ان فلاسفروں نے اپنے فلسفے کو سائنسی بنیادوں پر پیش کیا۔اس کے بعد دیگر فلسفیوں نے اپنے فلسفے کو سائنسی بنیادوں پر دیکھنا شروع کر دیا،یعنی فلسفے میں سائنس اور تحقیق کی اہمیت کو تسلیم کر لیا گیا۔

علی عباس جلالپوری نے روایات فلسفہ میں ارادیت کا بھی ذکر کیا ہے ،جو رومانیت کے نام سے بھی مشہور تھی ۔ڈارون کے نظریہ ارتقا کو اس لیے فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے مطابق ہر ذی روح میں اپنی بقا کی فکر موجود ہے، جو ماحول موافقت پیدا کر لیتا ہے وہ زندہ رہتا ہے باقی مٹ جاتے ہیں۔اسی نظریے کو بعد میں ہر برٹ سپنسر اور برگساں نے اپنایا۔موجودیت پسندی کے فلسفے میں بڑا نام پاسکل کا ہے ۔ان کا فلسفہ یہ ہے کہ عقل ،حقیقت کو نہیں پا سکتی۔کیونکہ عقل ،تخیل کے رحم وکرم پر ہے۔یہ بھی ان کا فلسفہ تھا کہ انسان اور فطرت دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ان میں ہم آہنگی نہیں ہوسکتی۔علی عباس جلالپوری نے روایات فلسفہ میں تمام فلسفے کو بڑی ہی باریک بینی سے پیش کیا ہے۔دونوں

کتابوں کے مطالعہ کے بعد ان کتب میں موجود فرق کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ سوفی کی دنیا اور روایات فلسفہ کو لکھنے کا مقصد ایک ہی تھا۔علی عباس جلالپوری کا مقصد بھی یہ تھا کہ فلسفہ کو عام پیرائے میں پیش کیا جائے ۔تا کہ وہ حضرات بھی فلسفے کا مطالعہ بآسانی کر سکیں جن کو فلسفہ کو سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔اور جوسٹین گارڈر کا مقصد بھی یہی تھا۔اس مقصد میں جوسٹین گارڈر بہت کامیاب رہے ہیں۔

۲۔ روایات فلسفہ میں فلسفے کو عام پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے،لیکن ان کا طریقہ کار روائتی رہا ہے۔جبکہ سوفی کی دنیامیں مغرب کے تمام فلسفے کو ایک مربوط کہانی کے ذریعے پیش کیا گیا ہے، جو کہ فلسفے کو پیش کرنے کا ایک نیا اور دلکش طریقہ ہے۔

۳۔ روایات فلسفہ میں فلسفہ کا آغاز مادیت پسندی سے ہوتا ہے۔جبکہ سوفی کی دنیا میں فلسفہ سوفی امنڈسین سے پوچھا گیا ایک سوال ''تم کون ہو'' سے ہوتا ہے

۴۔ سوفی کی دنیاخود فلسفے سے متعلق سوالات اٹھائے گئے ہیں کہ فلسفہ کیا ہے؟ فلسفے تک رسائی کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ اچھا فلسفی بننے کے لیے کیا چیز درکار ہے؟ جبکہ یہ مباحث روایات فلسفہ میں عنقا ہیں۔

۵۔ سوفی کی دنیامیں اساطیر کو انتہائی دلکش انداز سے بیان کیا گیا ہے۔جبکہ روایات فلسفہ میں یہ تمام مباحث آپس میں ایک ساتھ ملے ہوے ہیں۔

۶۔ سوفی کی دنیا میں دوثقافتیں، ہندیورپی اقوام، سامی قوم، پال، قرون وسطی، نشاۃ ثانیہ، کے موضوع اضافی ہیں، جبکہ ان کا ذکر روایات فلسفہ میں نہیں کیا گیا

۷۔ سوفی کی دنیا میں فلسفہ کے ہر موضوع کے ساتھ ایک ذیلی عنوان کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، مثلا باغ عدن کا ذیلی عنوان ''کسی نہ کسی مقام پر پہنچ کر عدم میں کچھ نہ کچھ تو وجود میں آیا ہوگا'' ہے اسی طرح ''اساطیر'' کا ذیلی عنوان نیکی اور بدی کی قوتوں کے مابین نازک توازن ہے۔اسی طرح ڈارون کے فلسفے کا عنوان ''جینز (Genes) کا جہاز زندگی کے سفر پر رواں دواں ہے۔یہ ذیلی عنوانات بھی سوفی کی دنیا میں اضافی قدر ہیں۔روایات فلسفہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

۸۔ سوفی کی دنیا میں کیونکہ فلسفہ کہانی اور سوال وجواب کے ذریعے پیش کیا گیا ہے اس لیے اس ناول میں دو فرضی کرداروں کا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ان میں ایک غائبانہ ٹیچر ہے اور دوسرا کردار سوفی امنڈسین کا ہے جس کو فلسفہ پڑھایا جا رہا ہے۔اس لحاظ سے اس میں دلچسپی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔جبکہ ''روایات فلسفہ''ان تمام دلچسپ باتوں سے عاری ہے۔

۹۔ سوفی کی دنیا میں مکتوبائی تکنیک کو استعمال کیا گیا ہے۔مکتوبائی کو انگریزی میں (Epistolary) کہا جاتا ہے۔یہ ایک ایسی ادبی تحریر ہوتی ہے جس کے پلاٹ میں خطوط کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔یعنی Contain

in or carried on by letters or written in the form of a series of letter۔انگریزی کے کئی ناولوں میں اس تکنیک کو استعمال کیا گیا ہے۔ان میں Richardson کا (The perks of being a wallflower) Stephen Chbusy (Pamela)اہم ہے۔اس ناول میں بھی ایک غائبانہ کردار کی طرف سے خطوط بھیجے جاتے ہیں ۔اردو میں اس حوالے سے قاضی عبدالغفار کا ناول (لیلیٰ کے خطوط)اور ڈپٹی نذیر احمد کا ناول مراۃ العروس قابل ذکر ہیں۔

سوفی کی دنیا میں بھی اس ٹیکنیک کا نہایت مہارت سے استعمال کیا گیا ہے،اس ناول میں بھی سوفی امنڈسین کے نام خطوط بھیجے جاتے ہیں ۔مثلاً اقتباس دیکھیے:

''شاید اسے جانا اور معلوم کرنا چاہے کہ کہیں مزید خطوط تو نہیں آ گئے ۔سوفی بھاگم بھاگ گیٹ کی طرف گئی اور ڈاک ڈبے کے اندر جھانکنے لگی۔وہ یہ دیکھ کر سناٹے میں آ گئی کہ وہاں ایک اور سفید لفافہ پڑا تھا جو پہلے لفافے کے عین مشابہ تھا۔لیکن اسے پختہ یقین تھا کہ جب اس نے پہلا لفافہ نکالا تھا ڈاک ڈبا بالکل خالی تھا؛اس لفافے پر بھی اس کا نام تحریر تھا ۔اس نے لفافہ پھاڑا اور ایک رقعہ باہر نکالا جو جسامت میں پہلے رقعے کے برابر تھا۔دنیا کہاں سے آئی ہے؟اس پر لکھا تھا۔ ۱۰

۱۰۔ سوفی کی دنیا ہیت کے لحاظ سے بھی ایک بھرپور اور شاندار ناول ثابت ہوا ہے ۔ناول میں جہاں خطوط کا استعمال کیا گیا ہے،وہاں بیان کردہ فلسفہ بھی اسی ہیت میں تبدیل ہوتا ہوا واضح نظر آتا ہے ۔کیونکہ ''سوفی کی دنیا'' میں بھی خط بھیجنے والا اتنا ہی مبہم ہے جتنا کہ Samuel Beckett،کا مشہور ڈراما (Waiting for Godot) میں Godot کا کردار مبہم ہے۔سوفی امنڈسین بھی اس غائبانہ کردار کو جاننا چاہتی ہے ،جو اس کو غائبانہ انداز میں فلسفہ کا نصاب پڑھا رہا ہے ۔ناول کا اقتباس دیکھیے:

اس نے کہا

انتہائی واجب الاحترام فلسفی صاحب ،آپ کے فلسفہ کے فیاضانہ مراسلاتی نصاب کی ہم یہاں بہت قدر کرتے ہیں ۔لیکن ہمیں پریشانی ہے کہ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ آپ کون ہیں ۔اس لیے ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اپنا پورا اسم شریف تحریر فرمائیں ۔اس کے عوض ہم آپ کی خاطر مدارت کریں گے بشرطیکہ آپ ہمارے ہاں تشریف لانا اور ہمارے ساتھ کافی نوش کرنا پسند فرمائیں ۔لیکن ہم اتنا عرض کیے دیتے ہیں کہ آپ ترجیحاً تب تشریف لائیں جب ہماری امی گھر پر ہوتی ہیں۔وہ ملازمت کرتی ہیں ۔اور سوموار سے جمعے تک ہر روز صبح ساڑھے سات بجے سے شام پانچ بجے تک اپنے کام پر جاتی ہیں ۔ویسے کافی بنانے میں ہم بھی بڑے ماہر ہیں ۔

آپ کا پیشگی شکریہ

آپ کی سعادت مند طالبہ

سوفی امنڈسین (عمر ۱۴ سال)[۱۱]

۱۱۔ سوفی کی دنیا میں ہیت کے لحاظ سے ایک اہم پہلو یہ بھی نمایاں نظر آتا ہے کہ نہ تو خود سوفی کو اپنی شناخت کا پتا ہے اور نہ ہی خط بھیجنے والے کا۔اس کی وجہ سے فلسفہ بھی اسی ہیت میں تبدیل ہوجاتا ہے ۔ناول میں موجود اقتباس دیکھئے:

تم کون ہو؟

اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ سوفی امنڈسین ہے،لیکن وہ کون ہے؟اس نے واقعی ابھی تک یہ معلوم کرنے کا تکلف نہیں کیا تھااگر اس کا کوئی اور نام مثلاً این کنٹسن (Knutsen) ہوتا ، پھر کیا فرق پڑتا ؟ کیا وہ کوئی اور شخص ہوتی ؟[۱۲]

مکتوباتی تیکنیک میں اس طرح فلسفے کو شامل کرنا بھی جوسٹین گارڈر کا بڑا کمال ہے ۔جبکہ اس طرح کا کوئی کمال روایات فلسفہ میں نظر نہیں آتا ہے۔

۱۲۔ سوفی کی دنیا میں ڈائیلاگ بھی کافی عمدہ طریقے سے پیش کیے گئے ہیں ۔مثلاً یہ ڈائیلاگ دیکھئے:

کچھ دیر بعد آننا نے پوچھا؛''آج شام تاش کھیلنا چاہوگی''

سوفی نے کندھے اچکا دیے

''مجھے اب تاش میں اتنی دلچسپی نہیں رہی''

''واقعی؟ پھر بیڈمنٹن کھیل لیتے ہیں''

''سوفی نے پہلے فٹ پاتھ کی طرف گھور کر دیکھا۔۔پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر اپنی سہیلی کی طرف دیکھا

''میرا خیال ہے کہ مجھے بیڈمنٹن میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی؛''

''مذاق کر رہی ہو''

سوفی کو آننا کے لہجہ میں تلخی کی جھلک نظر آئی

برا نہ مناؤ تو کیا پوچھ سکتی ہو کہ آخر اہم مصروفیت کیا آ پڑی ہے؟

سوفی نے انکار میں سر ہلا دیا ،اور کہا ''یہ راز کی بات ہے،'' ۱۳

لیکن روایات فلسفہ ان تمام تکنیک اور دلچسپ طریقہ کار عناصر سے خالی ہے۔

۱۳۔ سوفی کی دنیا کے آخر میں حواشی بھی فراہم کی گئی ہے ،جس میں متعلقہ معلومات مہیا کر دی گئیں ہیں،جبکہ رویات فلسفہ میں نہ حواشی ہے اور نہ کتابیات ،اس فرق کے باوجود دونوں کتابوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا،کیونکہ دونوں کتابوں میں روایات فلسفہ کو مختلف انداز سے پیش کیا گیا ہے

حواشی و حوالہ جات

۱۔ برٹرینڈ رسل، مسائل فلسفہ، ڈاکٹر عبدالخالق (مترجم)، گوراپبلیشر ز، لاہور، ص ۱۵۱:۱۵۲

۲۔ اشفاق سلیم مرزا، فلسفہ کیا ہے: ایک نئی تعبیر: فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۳، ص، ۱۹

۳۔ جوسٹین گارڈر (Jostein Gaarder)، سوفی کی دنیا، (Sophie's World)، مترجم، شاہد حمید، اردو سائنس بورڈ، لاہور، سن، ۲۰۰۵، ص ۱۸

۴۔ ایضاً، ص، ۶

۵۔ ایضاً، ص، ۷

۶۔ علی عباس جلالپوری، روایات فلسفہ، تخلیقات، لاہور، ۲۰۱۳، ص ۱۸

۷۔ ایضاً، ص، ۶

۸۔ ایضاً، ص، ۹۷

۹۔ ایضا، ص، ۱۱۵

۱۰۔ برٹرینڈ رسل، (Bertrand Russel) مسائل فلسفہ (The Problems of philosophy) مترجم، ڈاکٹر عبدالخالق، گورا پبلشرز، لاہور، ص، ۲۲

۱۱۔ ایضا، ص ۸۵

۱۲۔ ایضا، ص ۱۹

۱۳۔ ایضا، ص ۲۹